Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر

عام چندہ سالانہ پیشگی چار روپے

ہفت روزہ یا ہفتہ وار اخبار جو ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخوں کو فاروق مشن قادیان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

جلد ۱۰ | مؤرخہ ۶ اپریل ۱۹۲۵ء مطابق ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ | نمبر ۱

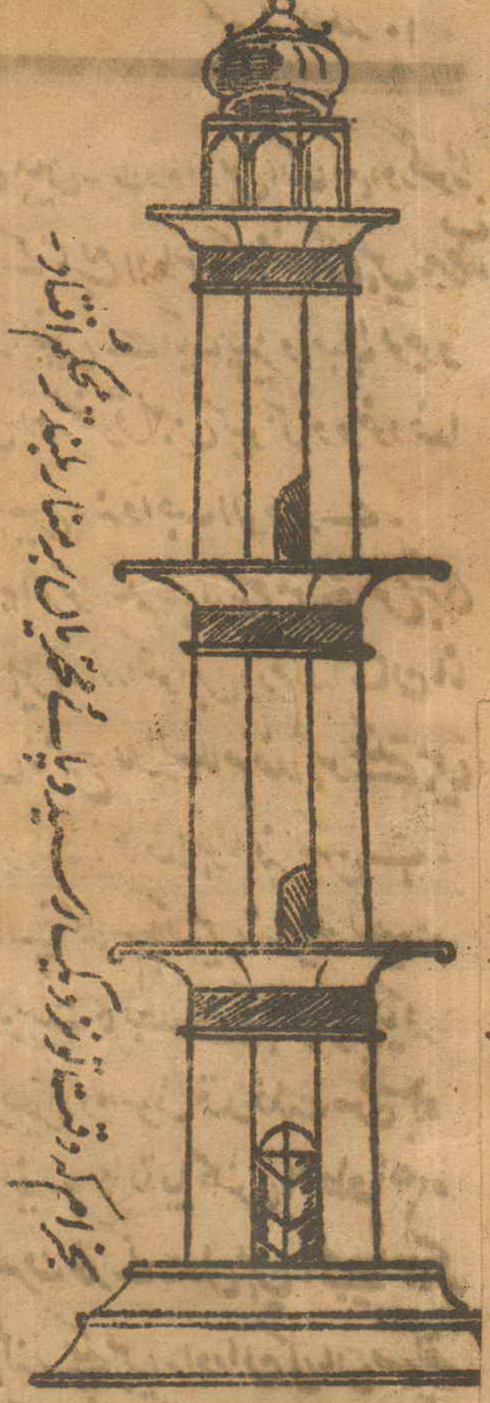

سلسلہ کی خبریں

۱۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں۔ اور تمام خاندان رسالت میں بہہ نوع عافیت ہے

۲۔ حضرت نواب صاحب قبلہ بخیریت تمام لاہور سے دہلی اور انکے اہل بیت کرام دارالامان میں بہونچکر بیت السلام میں رونق افروز ہو گئے۔ نواب صاحب بھی ۱۳ اپریل تک دہلی سے تشریف لے آئینگے۔

۳۔ قادیان میں پہلا روزہ ۲۷ مارچ بروز جمعہ کا ہوا۔

۴۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول امتحان سالانہ کی تعطیلات کے بعد یکم اپریل سے کھل گیا۔ اور جماعت بندی نئے سال کیلئے ہو رہی ہے

۵۔ غیر احمدیوں نے جو مقدمہ فوجداری گزشتہ سال کے اپنے جلسہ پر کیا تھا وہ ابتک عدالت گورداسپور میں دائر ہے شہادت استغاثہ قریب الختم ہے۔ اس مقدمہ میں سات احمدی قادیان کے مدعا علیہ گردانے ہوئے ہیں۔ اللہ رحم کرے احباب دعا کریں

۶۔ "انیسویں صدی کا مہرشتی" نامی جو کتاب خدائے فضل سے

خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اکتوبر ۲۳ء میں شائع کی تھی۔ وہ دراصل اس قابل ہے۔ کہ آریہ سماج اس سے سبق حاصل کرتی۔ مگر نا قدر دان آریوں نے "رنگیلا رسول" کے شائع کرنے والے پر سرکار نے مقدمہ چلایا۔ تو ہمارے آریہ دوستوں کو بھی ہوش آیا۔ اور کچھ نہ بن پڑا۔ تو گورنمنٹ پنجاب کی کونسل میں اپنے ممبروں سے کتاب مذکور پر سوال پیش کرا دیا کہ کیوں گورنمنٹ اس کتاب کے مصنف (خاکسار قاسم علی) پر مقدمہ نہیں چلاتی اور اس کتاب کو کیوں ضبط نہیں کرتی اگر آریہ گورنمنٹ ہوتی۔ تو شاید ایسا ہی کر دیتی۔ مگر ماجز گورنمنٹ پنجاب نے کتاب کے متعلق پوری تسلی کر لینے کے بعد آریوں کو منہ توڑ جواب دیدیا۔ کہ مقدمہ چلانے کی ضرورت نہیں الحمد للہ کہ خدا نے دشمن کے منصوبہ کو خاک میں ملا دیا۔ یہ کوشش آریوں نے دوبارہ پہلی نومبر گذشتہ میں اور دوبارہ فروری سال رواں میں کی تھی۔ دونوں بار ہی ناکامی و نامرادی ان کے حصہ میں آئی۔

حضرت امام المومنین طبیعت ناساز تھی اب بفضلہ تعالیٰ صحت ہے احباب دعا کریں۔

نظم

یہ نظم کاغذات میں سے ملی ہے۔ حضرت میر حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو لکھی تھی۔ (ایڈیٹر)

ہمارا دل اگر اُلفت کا گھر ہے
کوئی آ جائے پھر کیا اس کا ڈر ہے

کیا مائل انہیں ارسال خط پر
ہماری یہ محبت کا اثر ہے

محبت ہی ملاتی ہے دلوں کو
مخالف ہائے کیوں تو بیخبر ہے

یہی سچ ہے ٹٹولو اپنے دل کو
کہ یہ کان محبت کا گہر ہے

جونہی چمکا محبت کی جلا سے
دونہی حق کی ہوا زیر نظر ہے

خدایا دے ہمیں درد محبت
یہ درد دل یہی تخت جگر ہے

پلا یہہ مے تو ہر اک احمدی کو
یہی نسخہ ہمیں اب کارگر ہے

اسی مے سے ہمیں سرشار کر دے
کوئی ہم میں بدر ہے یا قمر ہے

اسی سے میر حامد ہو گا اکمل
اگر اکمل بھی اس سے بہرہ ور ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الوہیت مسیح کا بطلان

آج ہم ناظرین فاروق کیلئے تثلیث یا الوہیت مسیح کا ایک عام فہم طرز سے باطل اور غلط ہونا بیان کرتے ہیں۔ جو صاحب اس دلیل کو یاد رکھینگے وہ انشاء اللہ عیسائیوں کے اس مسئلہ کی حقیقت ہر شخص پر ظاہر کرنے پر قادر ہونگے۔ اور تھوڑی سی عقل کا انسان بھی سمجھ لیگا کہ یہ عقیدہ کس قدر خلاف عقل ہے۔ اور یہ بھی خوب جان لینا چاہیئے کہ ہم تثلیث کے عقیدہ کو خلاف عقل صرف اس لئے نہیں کہتے کہ علم حساب کے رو سے تین کو ایک قرار دینا اور ایک کو تین کے برابر ٹھہرانا غلط ہے۔ ہم اثباتی دلیل لکھتے ہیں کہ جو خود خدائے قدوس نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں عام لوگوں کو سمجھانیکو بیان کی ہے اور وہ اسطرح ہے

۱۔ اجتماع ضدین ناممکن ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور تثلیث کا دوسرا رکن قرار دیتی ہیں۔ اور یہ مسیح ناصری وہ رسول ہیں۔ جو عام انسانوں کیطرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور کھانے پینے پیشاب پاخانہ وغیرہ لوازمات بشری کے محتاج تھے۔ اور اس امر سے کسی عیسائی کو انکار نہیں۔ کیونکہ ان کی الہامی کتاب انجیل میں یہی لکھا ہے۔ کہ وہ کھاتے پیتے سوتے جاگتے روتے چلاتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ

۲۔ یہ امر بدیہی ہے کہ وہ دو چیزیں جو باہم ایک دوسری کی ضد ہوں کبھی ایک وقت میں ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ جیسے سفیدی اور سیاہی کہ ایک وقت میں ایک چیز میں جمع ہوں۔ یہ قطعاً ناممکن ہے۔ کہ ایک چیز ایک وقت میں سیاہ اور سفید دونوں سے متصف ہو۔ البتہ یہ تو ممکن ہے کہ ایک وقت میں ایک شے سیاہ ہو اور پھر دوسرے وقت میں وہی شے سفید ہو۔ مگر ایک وقت میں یہ دونوں حالتیں ایک شے کی نہیں ہو سکتیں۔ یہ دونوں ضدیں تو وہیں۔ جو محال ہے کہ ایک شے میں ایک وقت میں جمع ہو سکیں۔ لیکن دو وقت میں جمع ہو سکتی ہیں

۳۔ بعض ضدیں ایسی بھی ہیں کہ ایک جگہ کسی طور سے بھی ان کا جمع ہونا ممکن نہیں۔ جیسے آدمی اور گھوڑا۔ کوئی شے ایسی نہیں ہو سکتی جسے آدمی اور گھوڑا دونوں کہہ سکیں۔ یہ ایسی بدیہی بات ہے جس سے کوئی جاہل بھی انکار نہیں کر سکتا۔

انسان اور خدا دو ضدیں ہیں

(دو ضدوں کا جمع ہونا جبکہ ناممکن ہے تو اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ آیا خدا کی ماہیت اور انسان کی ماہیت ایک ہے۔ یا ایک دوسری کی ضد؟ اس امر سے کسی خدا پرست کو خواہ وہ عیسائی ہو یا موسائی آریہ ہو یا نار یہ انکار نہیں کہ انسان کی ذات محتاج بالغیر اور ممکن الوجود ہے۔ انسان کی صفت حادث ہونا اور ازلی و ابدی نہ ہونا ہے۔ اور خدا کی ذات اس کے بالکل برعکس اور ضد ہے۔ یعنی وہ بے نیاز ہے اسکو کسی چیز کی حاجت نہیں۔ وہ واجب الوجود ہے وہ ازلی اور ابدی ہے۔ وہ کھانے پینے ہگنے موتنے افگنے سونے چلانے اور رونے وغیرہ نقائص سے پاک ہے۔ پس یہ وہ دونوں ضدیں ہیں جو نہ صرف یہ کہ دو وقت میں ہی جمع ہو سکیں۔ جیسے سفیدی و سیاہی۔ کہ گو ایک وقت میں کوئی چیز سیاہ اور سفید نہیں کہلا سکتی۔ مگر دو وقتوں میں وہ سیاہ اور سفید کہلا سکتی ہے۔ بلکہ یہ وہ اضداد باہمی ہے۔ کہ آدمی و گھوڑا کیطرح انکا جمع ہونا ہی ناممکن ہے۔ کون قائم الحواس اور صحیح العقل کہہ سکتا ہے کہ ایک شے انسان بھی ہو اور خدا بھی ہو۔ ممکن الوجود بھی ہو اور واجب الوجود بھی۔ محتاج بالغیر بھی ہو۔ اور احتیاج سے پاک بھی۔ حادث بھی ہو اور ازلی بھی۔ ایسا ماننا سوائے مجنوں فاتر العقل حواس باختہ کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا۔ جس طرح کسی شے کا انسان اور گھوڑا ہونا دشوار ہے۔ اس سے بڑھ چڑھکر واجب اور ممکن کا ایک ذات میں جمع ہونا دشوار تر ہے۔ کیونکہ انسان اور گھوڑا تو بہت سی باتوں میں باہمی مشارکت بھی رکھتے ہیں۔ لیکن واجب الوجود اور ممکن الوجود میں تو کسی قسم کی شرکت ہی نہیں۔ علاوہ ازیں انسان اور گھوڑا دونوں خدا کی قدرت کے تابع اور اس کی مخلوق ہیں۔ برخلاف واجب اور ممکن کے کہ انمیں سے ایک چیز واجب الوجود خدا کی قدرت کے تابع اور مخلوق نہیں کیونکہ وہ خود خدا ہے۔ لہذا مسیح خدا نہیں۔ نہ واجب الوجود ہے۔

مسیح خدا نہیں

یہ امر تو مسلم ہے کہ مسیح میں خواص بشری ہیں۔ اور انکو ابن آدم اور انسان مانا گیا ہے اس صورت میں نہ مسیح علیہ السلام خدا ہو سکتے ہیں نہ خدا کا کوئی جزو۔ اس لئے انکا خدا ہونا غیر ممکن ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں نہایت لطیف استدلال سے مسیح کی الوہیت کا بطلان یہ کہکر فرمادیا کہ

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلن الطعام

یعنی مسیح ابن مریم صرف خدا کے رسول ہیں۔ جیسے اُن سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔ اور ان کی ماں صدیقہ ہے۔ یہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ اس آیت میں دو خاصہ بشری بیان ہوئے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ مریم کے بیٹے تھے دوسرے یہ کہ وہ عورتوں کی اولاد تھے۔ ظاہر ہے کہ بطور معہود انسانوں کی طرح پیدا ہوئے۔ جو خدا کی قدوسیت کے بالکل برخلاف ہے۔ دوسرا وہ کھانا کھاتے تھے جس سے احتیاج ثابت ہے۔ اور خدا کی ذات ہر احتیاج سے مبرا ہے۔ یہ وہ عام فہم طریقہ استدلال ہے جسمیں علاوہ اختصار کے یہ خوبی ہے کہ عوام و خواص دونوں کا گھر پورا ہو جاتا ہے اور دونوں گروہ اپنی فہم کے مطابق سمجھ سکتے ہیں عوام کے خیال میں یہ سچا عقیدہ راسخ ہے کہ خدا کو بشری لوازم سے پاک ہونا چاہیئے۔ جب ان کے روبرو کسی میں لوازم بشری ثابت کر دئے جائیں تو اس کی الوہیت کا بطلان انپر واضح ہو جاتا ہے اور خواص کے روبرو تو اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ خورنوش کا محتاج اور ابن مریم کہلانیوالا خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ اثبات بشریت کے بعد الوہیت کا اثبات صریح البطلان ہے۔ جسکا بیان تقریر بالا سے خوب واضح کر دیا گیا ہے۔ اب جو شخص ان دونوں گروہوں عوام اور خواص سے خارج ہو وہ اولئک کالانعام بل ھم اضل میں داخل ہے اسکا ذکر نہیں۔ یہاں تو انسانوں کو سمجھانا مقصود ہے نہ کہ حیوانوں کو ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۶ اپریل ۱۹۲۵ء

احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے

نمبر (۱)

آجکل علماء سوء کو وحشیان افغانستان کی پیٹھ ٹھونکنے کیلئے اسلام کو سلام اور قرآن مجید کو بوسیدہ پیام قرار دینا پڑا ہے۔ احمدیت سے بیزاری نے انکے دین وایمان کا صفایا کر دیا ہے۔ وہ باوجود دل رکھنے کے نہیں سمجھتے۔ لھم قلوب لا یفقھون بھا اور آنکھیں رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ ولھم اعین لا یبصرون بھا اور کان رکھتے ہیں۔ مگر نہیں سنتے۔ ولھم آذان لا یسمعون بھا اور ایسے غافل ہو چکے ہیں کہ پورے مصداق اولئک کالانعام بل ھم اضل۔ اولئک ھم الغفلون کے بنگئے۔ ان کے نزدیک از سر نو احمدی کافر۔ اور مرتد قرار پانے لگے ہیں۔ چنانچہ دہلی کا نوزائیدہ اخبار "الجمعیۃ" آجکل یہی بانگ بے ہنگام لگا رہا ہے۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ پہلے ان مدعیان اسلام اور حامیان شریعت خیر الانام اور ستون دین متین اور مزعومی وارث خیر المرسلین کو اسلام اور احمدیت کا جو تعلق حقیقی ہے وہ بتا دیا جائے تاکہ عوام وخواص کو انکی جبلت اور پاک فطرت کا اندازہ لگانا آسان ہو وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

اسلام کیا ہے؟

اس مضمون کو سمجھنے کیلئے مناسب ہے کہ پہلے بتا دیا جائے کہ اسلام کیا ہے اور مسلمان کس کو کہتے ہیں۔ اور مومن کون ہوتا ہے اس کے بعد یہ بتاؤنگا کہ احمدی مومن مسلمان ہیں یا مرتد وکافر؟ سو واضح ہو کہ اسلام خدا اور رسول کے احکامات کی فرمانبرداری کا نام ہے۔ یعنی جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید قرآن شریف میں فرمایا اور جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بنقل صحیح ثابت ہو ان سب پر ایمان لانا اور عمل کرنے کا نام اسلام ہے۔

اور حضرت بانی اسلام الف الف علیہ السلام نے اسلام کی یہ تعریف کی ہے۔

الا اسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتؤتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا الی آخر الحدیث رواہ بخاری

یعنی اسلام یہ ہے کہ گواہی دے تو یہ کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور گواہی دے یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور پڑھے تو نماز اور دے تو زکوٰۃ اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر طاقت رکھے تو طرف اس کے راہ کی۔ روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے۔

پھر ایمان کی تعریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے۔

قال ان تؤمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ الی آخر الحدیث رواہ بخاری

یعنی ایمان یہ ہے کہ ایمان لاوے تو ساتھ اللہ کے اور فرشتوں کے اور کتابوں کے اور رسولوں کے اور قیامت کے اور ایمان لاوے تو ساتھ برائی اس کی اور بھلائی اس کی کے۔ روایت کیا اسکو بخاری نے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

اسلام کی بنیاد کن چیزوں پر ہے

فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ۱۔ گواہی دینا یہ کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ ۲۔ اور پڑھنا نماز کا۔ ۳۔ اور دینا زکوٰۃ کا۔ ۴۔ اور حج کرنا۔ ۵۔ اور رمضان کے روزہ رکھنا۔ روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے۔

پس بروئے شریعت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسلام پانچ چیزوں کے ماننے اور پانچ چیزوں پر عمل کرنے کا نام ہے۔ یعنی خدا کو ہی اپنا معبود ماننا۔ تمام فرشتوں پر ایمان رکھنا۔ تمام کتابوں پر ایمان لانا۔ تمام رسولوں کو خدا کا بھیجا ہوا پیغمبر یقین کرنا۔ قیامت کو برحق۔ اور خیر وشر کو من جانب اللہ تسلیم کرنا۔ ان پانچ باتوں کے دل سے ماننے کو اسلام کہتے ہیں۔ اور علاوہ ازیں ان پانچ حکموں کو بجا لانے کا نام اسلام ہے۔ دی زبان سے اقرار کرنا۔ کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ اس کے بندے اور برگزیدہ رسول ہیں۔ ۲۔ نماز پنجگانہ ادا کرنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔ جو شخص ان عقائد کا معتقد اور ان احکام کا پابند ہوگا۔ وہ خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سچا مسلمان ہے۔ اگر کوئی شخص ان امور میں سے کسی ایک کا بھی منکر ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔

مسلمان کون ہے؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

من صلے صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ (رواہ البخاری)

یعنی جو پڑھے ہے نماز ہماری طرح اور توجہ کرے ہمارے قبلہ کی طرف اور کھاوے ذبح کیا ہوا ہمارا وہ مسلمان ہے۔ اس کیواسطے ہے ذمہ اللہ کا اور اس کے رسول کا۔ پس عہد نہ توڑو اللہ کا اس کے ذمہ سے یعنی ان کو دکھ اور تکلیف نہ دو۔ ورنہ خدا کا عہد ٹوٹ جائیگا۔ روایت کیا اسکو بخاری نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کی یہ ایسی جامع و مانع تعریف ہے کہ نہ غیر کو داخل ہونے دے اور نہ اپنے کو خارج کرنے دے جو شخص اپنے حال و قال سے ان دس امور بالا کا قائل و عامل ہوگا وہ یقیناً مسلمان ہے۔ اور جو کسی ایک کا بھی منکر ہوگا وہ لاریب کافر ہے۔ لہذا بابی بہائی گروہ پر تو یہ تعریف صادق ہی نہیں آتی۔ نہ وہ رمضان کے روزے رکھیں۔ نہ وہ پنجگانہ نماز ادا کریں۔ نہ وہ حج کعبہ بجا لادیں۔ نہ وہ اسلامی شریعت کے مطابق زکوٰۃ دیں۔ نہ وہ بقبلہ رہیں نہ وہ ہماری طرح نماز پڑھیں۔ بس وہ تو یقیناً کافر ہیں

احمدی مسلمان ہیں مومن ہیں!

کون ہے خواہ افغانی ہو یا ایرانی ہندوستانی ہو یا خراسانی۔ دیوبندی ہو یا دہلوی۔ یہ ثابت کردے کہ احمدی سلسلہ کا کوئی فرد ان امور عشرہ میں سے کسی ایک کا بھی منکر یا پابند نہیں ہے؟ دیکھو ہمارا مذہب یہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ۸۰ کتابوں میں کھول کھول کر لکھدیا اور شائع کردیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ سے ہم خدا سے ڈرنیوالوں کیلئے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام "ایام الصلح" میں فرماتے ہیں۔ کہ

احمدیوں کا مذہب

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کے کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا ہم ہے۔ ہم اسکو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کریم کو ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق صحت کے لائق ہی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اور جو کچھ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اصلاحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے سب پر ایمان لاویں۔ اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھکر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھکر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا۔ اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے۔ اور قیامت میں ہمارا اسپر یہ دعوےٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کرکے دیکھا۔ کہ ہم باوجود اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔

الا ان لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین"

(ہم رکھو جھوٹ بولنے والوں اور افترا کرنے والوں پر خدا کی لعنت)

ایام الصلح اردو مطبوعہ ۱۸۹۹ء ضیاء الاسلام پریس قادیان

اور دہلی کی جمعیتہ العلماء اور اسلام کی ننگ جمعیت ذرا قلم اٹھا کر ثابت تو کردے کہ احمدی قوم پر آنحضرتؐ کی فرمودہ تعریف اسلام صادق نہیں آتی اور وہ بدبیو جہ مسلمان نہیں ہیں۔ کافر اور مرتد ہیں۔ اللہ سے ڈر اے جمعیت العلماء سوء۔ مرنا ہے۔ اور جلد خدا کے حضور جانا ہے۔ وہاں کی جوابدہی سے خوف کر۔ اور حقیقی مسلمانوں کو کافر اور مرتد بنا کر اپنی کفر کی فکر کر۔ تو نے بڑا بول بولا ہے۔ اور بھاری پتھر اپنی چھاتی پر رکھا ہے۔ دیکھ کہیں اس کے نیچے دب کر تیرا کچومر نہ نکل جائے۔ مومنوں کو کافر کہنا اور مسلمانوں کو مرتد قرار دینا اپنے چھوٹے منہ سے بڑی بات کا نکالنا ہے۔ اتقوا یہا العلماء الدنیا ولا تکفروا یا

ع ا ۔ ۔ ۔

ایک سوال اور اسکا حل

یہاں شاید کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہو۔ کہ جو تعریف اسلام کی اوپر نقل کیگئی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اس کے مصداق تو غیر احمدی لوگ بھی ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ احمدی قوم انکو کافر کہتی ہے؟ کیا وہ ان عشرہ امور کے قائل اور پابند نہیں ہے۔ جو اسلام میں داخل ہونے کیلئے شرط ہیں؟ اس لئے اس سوال کا حل کردینا ضروری ہے۔

سوال مذکور کا حل

واضح ہو کہ غیر احمدی لوگوں پر اسلام کی تعریف صادق نہیں آتی۔ اور وہ منجملہ دس امور اسلام کے ایک اصول کے صلاً منکر ہیں۔ وہ اللہ پر۔ فرشتوں پر قیامت پر خیر و شر پر ایمان لاتے ہیں۔ لیکن کتب و رسل یعنی سب کتابوں اور رسولوں پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے وہ مسلمان نہیں ہیں؟

سوال: وہ تو تمام سابقہ کتب اور تمام گذشتہ رسولوں کو مانتے ہیں۔ پھر کیونکر وہ منکر کتب و رسل سمجھے جائیں؟

جواب: آخری زمانہ کے مسلمانوں میں ایک مسیح کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور اسکو نبی اللہ بتایا گیا تھا۔ اور اسکو صاحب وحی کہا گیا تھا۔ اور تمام مسلمان آجتک یہ مانتے آئے ہیں کہ مسیح موعود جو آئیگا وہ نبی اللہ ہوگا۔ اور اسپر خدا کی وحی نازل ہوگی دیکھو مسلم کی حدیث طویل جسمیں اسکو بار بار نبی اللہ کہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گیا ہے۔ لیکن جب وہ موعود نبی آیا تو ان لوگوں نے اس کا انکار کیا۔ اس کی وحی کو جھٹلایا جس سے ایمان بالکتب و بالرسول کے دعوی میں وہ فیل ہو گئے۔ اور اس موعود کے ماننے والوں کے نزدیک وہ ایک نبی کے انکار سے کافر قرار پائے۔ اور تمام رسولوں پر ایمان لانیوالے نہ ثابت ہوئے۔ لہذا وہ اسلام کی جامع تعریف کے مصداق نہ رہے۔

سوال:۔ کیا جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور مسلمان کی تعریف ان عشرہ امور سے فرمائی تھی اسوقت سے لیکر اس موعود نبی کے آنے تک جسقدر مسلمان گذر چکے ہیں۔ وہ مسلمان نہ تھے کیونکہ انہوں نے تو اس موعود نبی کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ پس اگر وہ مسلمان تھے۔ تو معلوم ہوا کہ اس موعود نبی کا ماننا اور اسکی وحی پر ایمان لانا ایمان بالکتب اور بالرسل میں داخل نہیں تھا۔ ورنہ وہ بھی مسلمان نہ ہوتے؟

جواب:۔ یہ تدبر نہ کرنے سے سوال پیدا ہوا ہے۔ یاد رہے کہ ایمان بالکتب و بالرسل میں یہ قید نہیں لگائی گئی کہ جو کتابیں یا وحی الٰہی آنحضرتؐ سے پہلے آچکی ہیں اور جو نبی اور رسول آپؐ سے قبل گذر چکے ہیں۔ وہی شامل و داخل ہیں۔ بلکہ اسکو مطلق طور پر بیان فرمایا ہے۔ نہ کہ مقید طریق سے جس سے ثابت ہے کہ تمام الکتب پر جس سے وحی الٰہی مراد ہے۔ اور تمام الرسل پر جس سے نبی مراد ہے خواہ وہ آچکے ہوں یا آئندہ سب منشاء الٰہی آئیں۔ ایمان لانا اسلام کی شرط اور مسلمان کی نشانی بتائی گئی ہے۔ بنا بریں جو مسلمان اس موعود نبی سے پہلے گذر چکے وہ سب کے سب یہ ایمان رکھتے تھے کہ ایک موعود نبی کی پیشگوئی اسلام میں موجود ہے اور اسکو نسلاً بعد نسلٍ ملتے رہے۔ پس جب تک وہ موعود مبعوث نہ ہوا ہو اسوقت تک اسقدر ایمان کے وہ مکلف تھے۔ کہ نفس پیشگوئی پر ایمان رکھیں لیکن جب وہ موعود آگیا تو اب پیشگوئی کے مصداق کا ماننا فرض ہو گیا۔ اور داخل ایمان قرار پایا۔ نہ کہ صرف پیشگوئی پر ہی ایمان رکھنا ضروری رہا۔ لہذا گذشتہ مسلمان اس لئے مسلمان تھے کہ وہ پیشگوئی کے منکر نہ تھے اس پر ایمان رکھتے تھے۔ اگر ان کے زمانہ میں موعود موصوف آجاتا اور پھر وہ نہ مانتے تو وہ بھی کافر کہلاتے۔ اور دعوی ایمان بالرسل میں فیل ہو جاتے۔ لیکن خدا نے ان کو اس امتحان سے پہلے ہی اٹھا لیا۔ انپر اسکا مواخذہ ہی نہیں رہا۔ اور موجودہ وقت کے مدعیان اسلام سے یہ امتحان لیا گیا کہ وہ جو پیشگوئی موعود پر ایمان رکھنے کا دعوی کرتے ہیں۔ موعود پیشگوئی کو مانتے ہیں یا نہیں؟ ان کے وقت میں اس موعود کو ایسے جنہوں نے اسکو مانا وہ مسلمان مومن بالکتب والرسل قرار پائے۔ اور جنہوں نے انکار کیا وہ کافر بالکتب والرسول ہو کر امتحان میں فیل ہو گئے۔

مسیح کی آمد ثانی

جس مسیح کے آنیکی پیشگوئی ہے وہ تو مسیح ابن مریم ہے جو بنی اسرائیل کا رسول تھا۔ اور اسکو تو سب مسلمان پہلے سے نبی مانتے ہیں۔ اس لئے اس کے آنے سے کوئی شخص نہ تو اسکا انکار کریگا۔ کیونکہ ہر مسلمان انکو نبی اللہ پہلے سے مانے ہوئے ہے۔ اور نہ وہ کوئی جدید نبی ہونگے۔ جن کی نبوت جدیدہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس لئے حدیثوں میں انہی کو نبی اللہ کہکر پکارا گیا ہے۔ نہ کہ کسی دوسرے شخص کو مسیح بنا کر مبعوث کیا جائیگا۔ اور اس کو نبی بنایا جائیگا۔ آنیوالا مسیح موعود آسمان پر سے وہاں سے دوبارہ نازل ہوگا۔ لہذا جس شخص کو احدی مسیح موعود مانتے ہیں وہ اس پیشگوئی کا مصداق نہیں۔ اسواسطے غیر احدی اس کے انکار سے کافر نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ تو مسیح موعود والی پیشگوئی کا اسکو مورد مستحق و مصداق ہی نہیں مانتے۔ اور وہ بربناء احادیث تمہارے پیشکردہ مسیح کے انکار سے عند اللہ و عند الرسول کافر نہیں ہیں۔ اس لئے اس کے آنے سے کوئی شخص نہ تو اسکا انکار کریگا۔ کیونکہ ہر مسلمان انکو نبی اللہ پہلے سے مانے ہوئے ہے۔ اور نہ وہ کوئی جدید نبی ہونگے۔ جن کی نبوت جدیدہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس لئے حدیثوں میں انہی کو نبی اللہ کہکر پکارا گیا ہے۔ نہ کہ کسی دوسرے شخص کو مسیح بنا کر مبعوث کیا جائیگا۔ اور اس کو نبی بنایا جائیگا۔ آنیوالا مسیح موعود آسمان پر سے وہاں سے دوبارہ نازل ہوگا۔ لہذا جس شخص کو احدی مسیح موعود مانتے ہیں وہ اس پیشگوئی کا مصداق نہیں۔ اسواسطے غیر احدی اس کے انکار سے کافر نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ تو مسیح موعود والی پیشگوئی کا اسکو مورد مستحق و مصداق ہی نہیں مانتے۔ اور وہ بربناء احادیث تمہارے پیشکردہ مسیح کے انکار سے عند اللہ و عند الرسول کافر نہیں

مسیح کا آنا ناممکن

بنی اسرائیل کے مسیح ابن مریم کے آسمان سے آنیکا عقیدہ بوسیدہ ہو چکا ہے۔ اور وہ بروئے قرآن مجید دیگر انبیاء سابقین کیطرح وفات پا چکا ہے۔ اور ایسی وفات کہ جو اسکو قبل از حشر اجساد دنیا میں واپس آنے نہیں دیتی۔ قرآن مجید اس کی بابت اموات غیر احیاء و یشعرون ایان یبعثون فرما کر فلما توفیتنی کا اس کی زبان سے اقرار سنا چکا۔ اور فیصلہ الٰہی متنا علیہ الموت کا اسپر فتوی لگا چکا ہے۔ اس لئے وہ تو دوبارہ دنیا میں آ نہیں سکتا

دوم:۔ بالفرض اگر وہ آبھی جائے تو وہ پیشگوئی مسیح موعود کا مصداق ہو نہیں سکتا۔ اس لئے کہ آنیوالے مسیح موعود نے حسب پیشگوئی خبر صادق و امامکم منکم امت محمدیہ کا امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بحکم وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض خلیفہ بننا ہے۔ اور ان دونوں پیشگوئیوں میں آنے والے کو منکم کی صفت سے موصوف فرمایا گیا ہے۔ یعنی وہ اے امت محمدیہ تم میں سے ہوگا۔ اور مسیح ناصری تو منکم ہے نہ منکم یعنی بنی اسرائیل میں سے ہے نہ کہ تم میں سے اس لئے اسکا آنا امت محمدیہ کو مفید نہیں۔ نہ انکا آنحضرت صلعم سے کچھ تعلق۔ کہ وہ مسیح موعود والی پیشگوئی کا مصداق بن سکے۔

سوم:۔ اگر وہ آئے تو تین حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ اپنی اصلی اسامی اور اسی حالت پر آئے جس حالت اور عہدہ سے وہ بزعم شما آسمان پر گیا ہوا تھا۔ یا اس حالت اور منصب سے تنزل کر کے ڈگریڈ ہو کر آئے یا سابقہ عہدہ سے ترقی پا کر تشریف لائے۔ ان تین صورتوں کے علاوہ چوتھی یا پانچویں کوئی صورت اسکی واپسی کی نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ تینوں حالتیں اس کے لئے ایسی ناممکن ہیں۔ جیسے سینگدار اونٹ اور رات کے وقت طلوع آفتاب ہونا ناممکن ہے۔

تفصیل اس اجمال کی اسطرح ہے کہ پہلی حالت اس کی یہ ہے کہ وہ رسولاً الی بنی اسرائیل ہے اور آتیناہ الانجیل کا مورد اور امت نصاریٰ کا مختص القوم اور مختص الوقت نبی۔ پس اگر وہ اپنی اصلی اسامی پر آکر متمکن ہو تو نہ اس کو قرآن سے واسطہ نہ شریعت محمدیہ سے تعلق۔ نہ خیر الامتہ سے کچھ لگاؤ۔ لہذا مسلمانوں کے لئے اسکا آنا نہ آنا برابر۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اپنے اصلی عہدے سے ڈگریڈ یعنی تنزل ہو کر آئے تو اس کو انجیل کتاب ملے۔ نہ اسکو امت نصاریٰ کی نبوت نہ اسکو بنی اسرائیل کی رسالت اور یہ وہ حالت ہے جو شان نبوت کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مظہر ایک فرد منجملہ افراد نبی آدم کے بنا دیتی ہے۔ اب وہ نبوت چھوا کر خواہ شیعہ بن کر آویں یا سنی وہابی ہو کر رہیں یا نصرانی کسی حالت میں بھی رہیں۔ مگر وہ حالت ان کے لئے سزا کے طور پر ہوگی۔ نہ کہ قابل فخر و عزت لیکن یہ حالت کہ بلا وجہ نبوت سے معزول کر کے امتی بنا دئے جاویں سراسر شان اور اخبار قرآن مجید کے صریح خلاف ہے۔ جسمیں خداوند تبارک و تعالیٰ نے انکی زبان مبارک سے یہ اطلاع دی ہوئی ہے کہ قال (عیسیٰ) انی عبد اللہ۔ آتینی الکتب وجعلنی نبیاء وجعلنی مبارکا این ما کنت یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تحقیق میں اللہ کا بندہ ہوں۔ مجھے خدا نے کتاب دی ہے۔ اور مجھکو نبی بنایا اور برکت والا بنایا ہے۔ جہاں بھی میں ہوں۔ پس وہ تنزل کر کے نبوت سے معزول ہو کر بھی نہیں آسکتے

تیسری صورت یہ کہ وہ ترقی پا کر تشریف لائیں اور وہ ترقی سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ پہلے تو وہ رسول اور نبی تھے۔ اور اب وہ خدا یا اسسٹنٹ گاڈ بنکر آئیں یا پہلے وہ ایک خاص قوم بنی اسرائیل کے رسول تھے۔ اور ایک خاص وقت کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اب انکی نبوت عالمگیر ہو اور تا قیامت نافذ رہے اور امت محمدیہ ہی انکی زیر دعوت امت ہو یہی صورت ترقی کی ہو سکتی ہے۔ ورنہ اس کے سوا کوئی ترقی ہیر کہلا سکتی۔ مگر یہ صورت بھی ناممکن الوقوع ہے۔ اول اس لئے کہ ترقی ہمیشہ خدمات کی اعلیٰ انجام دہی پر منحصر ہے اور انکی سابقہ خدمات نہایت نامکمل اور ناقابل تذکرہ ہیں۔ اور ہیں بھی وہ صرف دو تین سالہ پھر ترقی کس بنا پر ملے۔ دوم جو ایمان اپنے مسلمانوں کا پہلے سے ہے کہ وہ خدا کے سچے نبی ہیں۔ اور صاحب الانجیل بنی اسرائیل کے رسول وہ ایمان اب تبدیل کر کے از سر نو انپر یہ ایمان لانا ہوگا کہ وہ تمام جہان کیلئے اب رسول ہو کر آئے ہیں۔ اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو یہ رسالت جدیدہ کافتہ للناس حاصل ہوئی ہے۔ اب جو بھی انکی اس ترقی یافتہ حیثیت کا منکر رہیگا وہ یقیناً کافر ہوگا لہذا سابقہ ایمان مفید نہ رہا۔ نیا ایمان اور نیا کلمہ ان کا پڑھنا پڑیگا۔ سوم انکی تشریف لانیسے یہ بھی سمجھا جائیگا کہ ہنوز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی مبعوث نہیں ہوئے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کے اپنے بعد آنیکی بشارت مسیح ناصری نے دی ہے۔ جسکو غیر احمدی مانتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کہ میرے بعد احمد صلے اللہ علیہ وسلم رسول ہو کر آئیگا۔ اور مسیح کا بعد تو تب ہی ہوگا۔ جب مسیح دنیا میں رہکر وفات پا جائیں تو ان کے بعد آنحضرت تشریف لائیں۔ خوب سوچو اور ہوش کرو۔

چہارم:۔ مسیح ناصری کے آجانے سے آپ کے مزعومہ معنے سے خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں رہتے۔ کیونکہ خاتم النبیین کے معنے آپ کے اعتقاد میں یہ ہیں کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ آپ نے سب نبیوں کا خاتمہ کر دیا اور آخری نبی ہوئے۔ لیکن امر واقعہ اس کے خلاف ہے۔ کہ آپ کے بعد ایک وہ نبی آتا ہے جو آپ سے پہلے تو لفٹنٹ گورنر تھا۔ اور اب دائسرائے بنکر ترقی پا کر آپ کے تمام علاقہ پر حکمرانی کیلئے آتا ہے لہذا وہ خاتم النبیین ہوگا نہ کہ آنحضرت۔ ذرا غور کر کے دیکھو

پنجم:۔ جب مسیح ناصری دنیا میں دوبارہ تشریف لا کر اور پھر زمین پر وفات پا کر بزعم غیر احمدی صاحبان روضہ مبارکہ آنحضرت میں مسلمان جنازہ پڑھکر انکو دفن کر دینگے۔ تو ان کی وفات کے بعد آیات ذیل کے معنے کیا ہونگے۔ کیونکہ ان کے آنیسے قبل قبل تو ان آیات کے معنے مسیح کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے کئے جاتے ہیں۔ جب وہ موت کے ذریعہ اٹھائے جاوینگے اسوقت ان آیات کے کیا معنی بنجائینگے

۱۔ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیۃ

اے عیسیٰ میں تجھے مع جسم کے زندہ اپنی طرف آسمان پر اٹھانیوالا ہوں۔ یہ معنی تو بزعم مدعیان حیات عیسیٰ اس آیت کے حقیقی اور اصلی اس وقت رائج ہیں۔ مگر بعد وفات عیسیٰ کے کس آلہ سے یہ معنی حقیقی اصلی الفاظ کے شکم سے نکالکر کس پچکاری کے ذریعہ سے کوئی دوسرے معنے ان کے اندر داخل کر دینگے جن سے انکا آئندہ آسمان پر اٹھایا جانا تو ثابت ہو۔ بلکہ بروئے قرآن انکا وفات پا جانا ظاہر ہو جائے

۲۔ اس آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے کیا معنے بعد وفات عیسیٰ پیدا کئے جائینگے۔ ذرا سوچ سمجھکر قلم اٹھائیں۔

اے دانشمندو! کیا تمہاری سمجھ میں ایسی کھلی باتیں نہیں آتیں۔ دیکھو تو صحیح کہ مسیح ناصری کسطرح دوبارہ دنیا میں آسکتے ہیں۔ ان کے دوبارہ آنے کی تو کوئی بھی صورت نہیں ہو سکتی۔ نہ وہ اصلی جگہ پر آسکتے ہیں۔ نہ تنزل کر کے نہ ترقی پا کر۔ یہ سب تمہارا وہم و گمان باطل ہے۔ اور کچھ نہیں۔ لہذا آنیوالا موعود آچکا۔ خدا فرما چکا کہ یہی مسیح موعود ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخری خلیفہ عند اللہ و عند الرسول و عند المومنین قرار پا چکا مبارک ہیں وہ جو اسپر ایمان لا کر اپنے دعوئی ایمان بالرسل کا ثبوت دیں۔ اور بدنصیب ہیں وہ مدعیان اسلام جنہوں نے خدا و رسول صلعم ہر دو کو جھٹلایا اور اپنی خواہشات پر چلکر خدا اور رسول کو ناراض کر کے کفر بالرسل پر قدم بڑھایا۔

فاروق کی کہانی ایڈیٹر کی زبانی

فاروق کا نیا دور ناظرین فاروق کو مبارک ہو ہر سال کے شروع میں ہر ایک کام کرنیوالے کے دل میں اپنے کام کے متعلق نئی امنگیں نئی امیدیں نئے خیالات جوش زن ہوتے ہیں۔ اور ایسا ہونا ایک طبعی امر ہے نہ اختیاری۔ اس لئے ایڈیٹر فاروق کے اندر بھی کچھ خیالات موجیں مارتے ہیں۔ مگر جوش کیساتھ نہیں۔ بلکہ خموشی سے دل ہی دل میں اٹھکر سرد ہو جاتے ہیں۔ یہ کیوں؟ اسواسطے کہ ان خیالات کے اظہار کا کوئی محل اور موقعہ نہیں نظر آتا۔ کیونکہ سلسلہ کے کل اخبارات ہی بفضل کے ایسی حالت میں ہیں جو لکھنے اور سننے میں نہیں آسکتی اور انمیں سے ناچیز فاروق تو ایسی کس مپرسی اور مایوسانہ حیات میں ہے۔ جو اگر ماند شے ماند شے دیگر نمی ماند کا پورا مصداق ہے۔ پھر بھلا اسکی امنگیں کیا اور اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خیالات کیسے۔ کس بھروسہ پر اپنے جذبات کا اظہار دوسروں کے سامنے کرے۔ مگر "دنیا باامید قائم" اور "جب تک سانس ہے تب تک آس ہے" کے مقولہ پر نظر کرتے ہوئے اپنی کوشش کو چھوڑنا اور فاروق کی زندگی سے مایوس ہو جانا مومن کی شان کے شایاں نہیں۔ بنا بریں میں زندہ کہلانے والی احمدی قوم سے کچھ عرض حال کر دیکھتا ہوں۔ شاید خدا تعالےٰ کے فضل اور قوم کی توجہ سے فاروق موت کا شکار ہونے سے بچ جائے۔

فاروق کی ہسٹری

خاکسار ایڈیٹر فاروق ۱۹۱۵ء سے میں دہلی سے ہجرت کر کے دارالامان میں آیا۔ اور کئی ماہ تک اسی سوچ میں رہا کہ یہاں رہکر میں کیا دینی خدمت کروں۔ مختلف تجویزیں سوچیں مگر عملی طور پر کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔ صدر انجمن احمدیہ اور اس کے بعد جبکہ انجمن "ترقی اسلام" قائم ہوئی تو بعض ذمہ دار احباب نے مجھے انجمن کیطرف سے ہیڈ مبلغ بننے کی صلاح دی۔ جس کے لئے میں نے اپنے آپکو ناقابل سمجھا۔ اور اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ میرے پیارے مقتدا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز میری حالت کا اندازہ فرما کر مجھے یہی حکم دیا۔ کہ میں جس طرح دہلی سے "الحق" اخبار نکالتا تھا اور اسکو بند کر کے یہاں آیا ہوں۔ اسیطرح دارالامان سے اخبار جاری کروں۔ اور اسکا نام خلافت ثانیہ کے لحاظ سے "فاروق" تجویز ہوا۔ توکل بخدا میں نے حسب ارشاد حضرت فضل عمر ایدہ اللہ اخبار جاری کر دیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد ایک پریس بھی "فاروق پریس" کے نام سے کھڑا کر کے کام چلایا۔

پیغامی فتنہ

اسوقت پیغامی فتنہ زوروں پر تھا فاروق نے ہمت بھر اس کا مقابلہ کیا۔ اور ایسا کیا کہ خدا کے فضل سے "ایم اے اینڈ کو" بھاگ کیطرح بیٹھ گئی۔ ساتھ ہی "الفضل" بھی ڈٹا۔ اور الحکم بھی بڑھا رہا۔ اس فتنہ کے مٹانے میں فاروق نے اپنی حیثیت سے بڑھکر حصہ لیا۔ لیکن قوم کا مذاق اخبار بینی ابھی اسقدر ترقی یافتہ نہ تھا کہ وہ سلسلہ کے تمام اخبارات۔ الحکم۔ نور۔ فاروق۔ الفضل۔ ریویو۔ احمدی خاتون۔ رفیق حیات وغیرہ کو سنبھال سکتا۔ جوں جوں پیغامی ڈھیلے ہوتے گئے احمدی بھی لاپرواہ اور سست ہونے لگے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ قوم نے اپنے خیال میں صرف ایک اخبار الفضل اور ایک رسالہ ریویو کو ہی اپنی ضرورت کے مطابق کافی قرار دیکر دیگر تمام اخبارات و رسالجات سے رشتہ رفتہ سرد مہری اختیار کرنی شروع کی۔ اور بجز الفضل اور کسیقدر ریویو کے دیگر تمام اخبارات سلسلہ دن بدن گرتے چلے گئے۔ اور بعض بند ہو گئے۔ خریداری کے کم ہونیسے سب کی اشاعت بے قاعدہ اور بیوقت ہونے لگی۔ اور یہ بھی خریداروں کو اخبارات سے علیحدگی اور دست برداری کا اچھا خاصہ بہانہ اور حیلہ مل گیا کہ لگے اخباروں کے وی پی واپس کرنے۔ اور خریداری سے انکاری خطوط بھیجنے۔ اب چونکہ ہوا بگڑ گئی۔ اور انکاری قدم بڑھنے لگے تو نور اور الحکم اور فاروق کی اشاعت پانچ پانچ چھ چھ سو سے ایکدم ڈھائی ڈھائی تین تین سو تک آگئی۔ اور سب اخبار دنکو جان کی لالی پڑ گئی۔

اخباروں کی اپیلیں!

اسپر اخباروں نے اپیلیں شروع کیں۔ مطبوعہ چٹھیات بھیجکر جذبات قوم کو ابھارنا چاہا۔ مگر بنا بنایا کچھ بھی نہیں۔ اپیلوں اور سرکلیٹروں کے جواب میں قوم نے وہ خاموشی اختیار کی کہ بیچارے اخبار والے اپنا سا منہ لیکر بیٹھ گئے۔ کچھ پیش نہ چلی۔ اگر کوئی جواب بھی کسی نے رحم کر کے دیا تو شکایات سے پُر اور بجائے ڈھارس بندھانے کے مایوس کن۔ ادھر ایڈیٹران اخبار کو بھی اخبار نویسی کا چسکا کچھ ایسا پڑ چکا تھا۔ کہ وہ بھی معذور تھے۔ اخبارات کو جس حالت میں ہو سکا دیکھیلتے رہے۔ خواہ کچھ وصول ہو یا نہ ہو۔ گھر سے سرمایہ لگا لگا کر وقت بیوقت اخبار نکالتے ہی رہے۔ مگر تا بہ کے۔ اس طریق کو بھی نبھا نہ سکے تو روتے چلاتے بحضور امیر المومنین استغاثہ کرنے لگے۔ حضور پر نور نے قوم کو اخبارات سلسلہ کیطرف توجہ دلائی جس کا یہ اثر ہوا کہ ایک دو سال پھر اُلٹ پھیر کے اخبار چلائے۔ قوم اپنے فیصلہ سے مجبور تھی جو وہ کر چکی تھی۔ کہ ہمیں سوائے الفضل اور ریویو کے دیگر اخبارات کی مطلق ضرورت ہی نہیں۔ محض ارشاد خلیفہ کے سبب بیدلی سے کچھ متوجہ ہوتے رہے مگر عارضی اور تواضعاً نہ ضرورتاً اور حقیقتہً۔

حالت موجودہ

انجام کار نوبت باینجا رسید کہ سلسلہ کا ہر اخبار بجز "الفضل" کے اپنی ہستی قائم رکھنے سے بالکل عاجز آگیا۔ نہ تو خانگی سرمایہ ہی اب باقی رہا ہے کہ اسکو صرف کر کے اخبار نویسی کے شوق کو پورا کر سکیں۔ نہ قوم ہی۔ آئے دن کی اخباری اپیلوں کی کچھ وقعت سمجھتی ہے۔ بلکہ میرا تو یہ خیال ہے کہ قوم کو نہ تو اس کی پرواہ ہے کہ کوئی اخبار بند ہو جائے۔ نہ اس کی ضرورت کہ اخباروں کی اپیلوں پر کان دھرا جائے۔ ؎

ان کی بلا سے کوئی مرے یا کوئی جیئے

اور ہر قوم کی یہ بے اعتنائی ادھر امیر المومنین امام المتقین سیدنا البشیر الدین خلیفۃ المسیح الثانی کی یہ خواہش کہ جاری شدہ کوئی اخبار بند نہ ہو۔ کیونکہ اشاعت و تبلیغ کا سب سے بڑا ظاہری ذریعہ اس زمانہ میں پریس اور اخبارات ہی ہیں جو قوم دنیا کو اپنے زیر اثر لانے اور ہم خیال بنانے اور تبلیغ اسلام کرنے کی منجانب اللہ ذمہ دار ہے۔ اسکا ذریعہ اشاعت جس قدر بھی مضبوط اور قوی ہوگا اسی قدر وہ قوم اپنے فرائض کو بخوبی انجام دیکر ترقی کے شاہراہ پر قدم مار سکتی۔ اور زندہ رہ سکتی ہے۔ آپ پسند نہیں کرتے۔ کہ کوئی جاری شدہ اخبار بند ہو جائے۔ ایسی صورت کے ہوتے ہوئے کہ قوم تمام اخبارات سے اپنے آپ کو مستغنی سمجھ رہی ہے۔ اور مقتدا قوم خلیفۃ المہدی والمسیح تمام موجودہ اخباروں کا برقرار اور زندہ رہنا نہ صرف ضروری بلکہ نہایت ضروری خیال فرماتے ہیں۔ کیا تدبیر سوچی جائے؟ آیا امام الوقت کی منشاء کو مدنظر رکھا جائے۔ یا قوم کی غلط فہمی سے پیدا شدہ تمنا کو پورا کیا جائے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاروق کی بابت مشورہ

بہت غور و فکر کیا۔ بعض ہمدرد احباب قادیان سے مشورہ کیا۔ کہ آئندہ فاروق کے متعلق کیا راہ اختیار کی جائے۔ موجودہ حالت اخبار کی یہ ہے کہ صرف ڈھائی سو خریدار درج رجسٹر ہیں۔ ان میں سے بھی وی پی کے وقت نہ معلوم کتنے انکاری ہو کر فاروق سے دست برداری دیدینگے اس قلیل نہیں بلکہ اقل تعداد خریداری پر سوائے اس کے کہ اور تین چار ماہ تک فاروق بستر مرگ پر لیٹا لیٹا سانس لیکر عدم آباد کو سدھارے اور کچھ فائدہ نہیں نظر آتا۔ اس لئے "فاروق" کو بند کر دیا جائے تو اچھا ہے۔ قوم کے سر چڑھ کر تو نہ مرے اپنے ہاتھوں ہی اس کو زندہ درگور کیوں نہ کر دوں۔ اس رائے کی سختی سے مخالفت کی اور احباب نے اس کو خودکشی کا جرم قرار دیکر مجھے ڈرا دیا۔ اور مشورہ دیا کہ بجائے ہفتہ وار کے اس کو ماہوار رسالہ کی صورت میں منتقل کر کے خریدار بڑھانے کی مقدور بھر کوشش کی جائے قوم کو سب واقعات بتا دئے جائیں۔ اور درخواست کی جائے کہ ایک متفقہ کوشش سے ایک ہزار خریدار پیدا کر کے فاروق کو زندہ رکھیں۔ بعض نے یہ مشورہ دیا کہ اخبار سے رسالہ بنا دینا بھی تنزل اور رسوائی کا موجب ہے۔ نہ تلافی مافات اور ترقی کا باعث اس لئے ماہوار رسالہ نہ بنایا جائے۔ ہفتہ وار اخبار ہی رہے۔ اور جبریہ بھرتی کی جائے۔ کیونکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے ۱۹۲۳ء کے سالانہ جلسہ پر تمام قوم کو سنا دیا تھا کہ ہر اخبار کے کم از کم ایک ہزار خریدار بنا دو ورنہ تمہارے چندہ میں سے رقم کاٹ کر اخبارات کو دیدی جائیگی۔ اس لئے جبریہ خریداری ہونی چاہیئے۔ اور ہر احمدی فرد کو مجبور کیا جائے کہ وہ جس طرح بن پڑے فاروق کو ایک سال خریدے اگر ایک ہزار خریدار "فاروق" خدمت سلسلہ کو اس طرح پر بجا لا سکا۔ جو اپنی ضرورت کو محسوس کرا دے۔ تو آئندہ خود بخود اس کے خریدار پیدا ہوتے رہینگے۔ پھر جبریہ خریداری کی حاجت نہ رہیگی۔ ایک سال ضرور جبریہ خریداری پر زور دینا چاہیئے۔ اور یہ کوئی مشکل امر نہیں۔ جب قوم کو صحیح طور پر معلوم ہو جائے کہ ہمارے اخبار جسقدر بھی زیادہ شائع ہوں وہ ہماری دینی اور دنیاوی بہبودی اور اشاعت و تبلیغ کے لئے بڑا ذریعہ ہیں۔ تو پھر یہ قوم پیچھے ہٹنے والی نہیں۔ وہ اپنا پیٹ کاٹ کر بھی دین کے کام میں آگے بڑھکر لبیک کہنے والی ہے۔ اور اب قوم کو حضرت صاحب ایدہ اللہ کے سفر یورپ سے یہ خوب پتہ لگ گیا ہے۔ کہ سلسلہ کے تبلیغی اور اشاعتی ذرائع کو کس قدر وسیع اور مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ان ذریعوں میں سے سب سے زیادہ اور مفید تبلیغ و اشاعت کا ذریعہ سلسلہ کا پریس اور اخبارات ہیں۔ پس ہمت نہ ہارو۔ ایک بار قوم کے سامنے واقعات رکھدو۔ وہ ہرگز پسند نہ کریگی۔ کہ فاروق کو بند کر دیا جائے۔ یا اخبار سے رسالہ بنا دیا جائے مرکزی احباب کے اس مشورہ سے مجھے بند کرنے کے خیال کو واپس لینا پڑا۔ اور ان کے مشورہ کی بنا پر ایک اپیل قوم کے سامنے پیش کر کے اس کے جواب باصواب کا انتظار کیا۔

فاروق کی اپیل کا حشر

چنانچہ میں نے فاروق کے لئے ایک مطبوعہ اپیل شائع کی۔ اور قریباً ۲۵۰ احباب کے نام وہ اپیل معہ ایک جوابی کارڈ کے ملفوف کر کے اور ۳۰۰ کاز مطبوعہ برائے خریداری فاروق ۱۰ر فروری سے لے کر ۲۰ر مارچ تک روانہ کئے۔ ان میں سے نصف سے کم دوستوں نے توجہ فرمائی اور جواب باصواب دے۔ جنمیں سے بعض نے خاص طور پر فاروق کی حوصلہ افزائی کی۔ جس کا ذکر انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں کیا جائیگا۔ مگر نصف سے زائد اصحاب نے آج تک کوئی جواب ہی نہیں دیا۔ جس کا مجھے نہ صرف افسوس ہے۔ بلکہ ان پر اخلاقی کوتاہی کی شکایت ہے۔ کہ باوجود جواب کے لئے کارڈ بھیجنے کے بھی انہوں نے پرواہ نہ کی۔ میں نے اس کے متعلق یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ اخبار کی خریداری پر رضامند ہیں۔ کیونکہ "الخاموشی نیم رضا" کا مقولہ مشہور ہے۔ اس لئے میں نے فاروق ان کے نام جاری کر دیا ہے اور امید کرتا ہوں کہ وہ میری اپیل کو نامنظور نہ فرما کر فاروق کے خریدنے میں انکار نہ فرمائینگے۔ اور اگر خدانخواستہ انہوں نے انکار ہی کرنا ہو تو اس پرچہ کے پہونچنے پر وہ یا تو ایک کارڈ پر ہی مجھے دو حرفہ انکار لکھ بھیجیں گے۔ اور اگر اتنی تکلیف بھی وہ گوارا نہ کریں کہ کارڈ پر دو سطر لکھدیں تو وہ اتنا ہی کریں۔ کہ اگلا پرچہ جب ان کے نام پہونچے وہ اس پر ہی انکار لکھکر واپس کر دیں۔ میں اسی کو غنیمت سمجھکر آئندہ ان کے نام تیسرا پرچہ نہ ارسال کروں گا۔ اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی انہوں نے اختیار نہ کی۔ تو پھر میرا حق ہوگا کہ میں ان کو رجسٹر خریداری میں درج کر کے فاروق کا خریدار سمجھ لوں۔ اور اخبار جاری رکھوں۔ اور جب چاہوں بذریعہ وی پی ان سے چندہ وصول کر لوں پھر انہیں کوئی عذر نہ ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد میں دوبارہ ناظرین فاروق کی خدمت میں ایک تجویز برائے ترقی اشاعت فاروق پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ ضرور اس پر غور فرمائینگے۔ اور اپنی ہمدردی کا ثبوت دیکر مجھے شکرگذاری کا موقع بخشینگے۔ یہ اپیل انشاء اللہ آئندہ پرچہ میں شائع کرونگا اور میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ خدا کے فضل سے اگر فاروق کی اشاعت ایکہزار ہوگی۔ جو احمدی قوم کے آگے بڑی بات نہیں صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ تو میں روزافزوں فاروق کو سلسلہ کا پورا مسلغ اور دلچسپ مضامین کا مجموعہ بنانے میں ساری کوششیں کرونگا۔ اور اسکا حجم بجائے ۸ صفحہ کے ۱۲ صفحہ کا کرونگا۔ لکھائی چھپائی کا بھی خاص اہتمام کرونگا آپ ہمت کریں۔ اور ہزار خریدار دیں ؎

(فاروق پریس قادیان میں باہتمام قاسم علی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپکر فاروق منزل سے شائع ہوا)